Registered

L. No. 89.

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۶) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۹ فروری سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

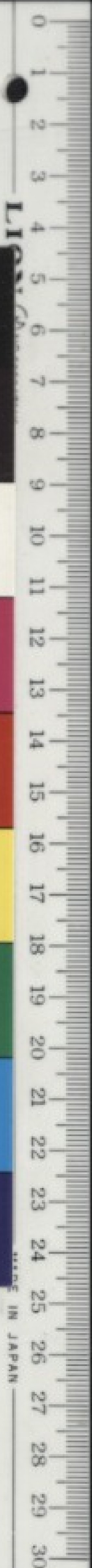
۲۵ جنوری کو پریٹوریہ میں ایک جلسہ ہوا جس کا منشا یہہ تھا کہ "ایک رائے ایک قیمت" کے اصول کی خلاف ورزی سے اختلاف کیا جائے۔ ٹائمز کا خیال ہے کہ اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں جنوبی افریقہ میں بوئروں کو تفوق حاصل ہو جائیگا اور موجودہ وزارت کی یہہ خواہش ہے۔ کہ بوئروں کی رائے زنی کی طاقت کو ذمہ دار گورنمنٹ کی شکل میں ترقی دے اور چینی مزدوری کو موقوف کرے۔ انگلستان کے انتخاب پارلمنٹ میں لبرلوں کو قریباً ۳۹۰ امیدواروں کے انتخاب سے حیرت انگیز غلبہ حاصل ہوا ہے۔ جس نے اُن کی گورنمنٹ کو سات سال آیندہ کے لئے پورا استقلال بلا مدخیر کے بخشا ہے۔ یہہ کامیابی اتنی بڑی اور غیر معمولی ہے کہ جس کی نظیر گذشتہ چوتھائی صدی کی پارلیمنٹری تاریخ میں نہ مل سکیگی۔ کیونکہ نیشنلسٹ اور لیبرائٹ اراکین کو شامل کرکے لبرلوں کی جو بھاری پارلمنٹ میں ۵۰۰ سے اوپر پہنچے گی واللہ سالسبری و مسٹر گلیڈسٹون کو اپنے زمانہ عروج میں نصیب نہیں ہوئی۔ نروبی برٹش ایسٹ افریقہ کے یورپین باشندوں نے ولایت میں درخواست بھیجی ہے کہ یہاں ضابطہ فوجداری ہند کا عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ جو بالکل نادرست ہے۔ اس ضابطہ کے مطابق نوجوان اور ناتجربہ کار مجسٹریٹوں کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ جس سے بعض اوقات انصاف میں نقص پیدا ہو جاتا ہے واجب ہے کہ یہاں انگلستان کے ضابطہ فوجداری کا اجرا کیا جاوے۔ کلکتہ کے مشہور انگریزی اخبار سٹیٹسمین نے ۲۰ جنوری کو لارڈ کرزن کا ایک نوٹ جو ضلع سنبل پور میں عدالت کی زبان کے متعلق تھا شائع کر دیا تھا چونکہ یہہ نوٹ سربستہ خفیہ تھا۔ اس پر ایڈیٹر تھا مذکور سے جواب طلب ہوا۔ گورنمنٹ ہند نے ایڈیٹر کے جواب کو ناقابل اطمینان قرار دے کر تمام گورنمنٹوں کو حکم دیدیا ہے کہ آیندہ اخبار مذکور کو سرکاری گزٹ۔ سرکلر۔ اشتہار وغیرہ جو اخبارات کو بہم پہنچائے جاتے ہیں ہرگز نہ دیئے جاویں۔ اور یہہ کہ اخبار مذکورہ کے نامہ نگار کو شملہ و کلکتہ کے پریس روم میں داخل نہ کیا جاوے۔ نیز کوئی سرکاری اشتہار اخبار مذکور میں چھپنے کے لئے نہ بھیجا جاوے۔ پنجاب گورنمنٹ نے مشتہر فرمایا ہے کہ محکمہ آبکاری کے تمام داروغے جو ملازم ہیں یا اس عہدے سے پنشن لے چکے ہیں ایکٹ اسلحہ کی تمام ممانعتوں اور احکام سے جن کے متعلق گورنمنٹ ہند کے صیغہ ہوم نمبر ۵۱۸ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۸۷۹ء میں سے آجتک کی ترمیموں کے مفصل حکم درج ہے مستثنے کیا جاتا ہے۔ رنگون میں تمام دریائی ملاحوں نے کام بند کر دیا۔ لائسنس کی فیس ۲ سے سات روپیہ کی گئی ہے ڈپٹی کلکٹروں و افسران جنگلات و پولیس کا امتحان سررشتہ تعلیم میں ۳ تا ۱۱ اپریل لیا جاوے گا۔ جو جانور طاعون سے مرتے ہیں اُن کے اعضا سے ٹیکا طاعون کی جدید لاگ تیار کی گئی ہے۔ مسٹر نوروجی نے ایک مخالف اخبار پر لندن میں نالش لائبل کی اُس نے اُن پر چند الزام لگائے تھے۔ سنگاپور میں سکہ ڈالر کی سرکاری قیمت مستقل قرار دی گئی جو پونے دو روپے ہوگی۔ یمن میں ترکی فوجوں نے باغیوں پر فتح پائی۔ اُن سے تمام اسلحہ و سامان گولی بارود چھین لیا ہے۔ پچھلے ہفتہ شہر آگرہ میں تین مقتول اشخاص مختلف مقامات میں پائی گئیں تحقیقات جاری ہے۔ حضور پرنس آف ویلز ہمراہ پرنسس صاحبہ میسور میں رونق افروز ہیں۔ اس کے بعد حیدرآباد کی سیر کریں گے ٭ کاسگنج اور بریلی کے درمیان سلسلہ ریلوے باقاعدہ جاری کیا گیا ہے۔ براہ بدایوں ہے۔ ڈیرہ دون کے فارسٹ اسکول کے افسران کی رہایش گاہ کے لئے پونے ۲۲ ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے۔ قیصر جرمن ماتم پرسی کے لئے بذات خود کوپن ہیگن میں پہنچے ملکہ قیصرہ انگلستان بھی لندن سے کوپن ہیگن کو تشریف لے گئیں حضور شاہ قیصر کا جانا جنازے کی تاریخ پر منحصر ہے۔ وہ ابھی تک قائم نہیں کی گئی ہے۔ ولایت میں مسٹر دادا بھائی نوروجی [illegible] ممبر قبول نہیں کئے گئے کہ وہ ضعیف العمر سمجھے گئے ہیں۔ پوپ پیوس دہم نے حکم دیا ہے کہ پریذیڈنٹ روزولٹ کی تقریریں لور سرکاری مدرسوں ترجمہ اور اطالیانی زبان میں ترجمہ کیجاویں۔ تاکہ اُن کے مطالعہ سے واقفیت اور دانائی حاصل کرے اور مجلسی مسائل پر خود اپنی تقریروں میں اُن سے امداد حاصل کریں۔ ۳م جنوری کو نیکارگوا کی سنٹرل امریکن ریپبلک میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ کہتے ہیں کہ اسکی وجہ کوہ آتش فشان مسایا کا ابھار تھا۔ اس سے موضع مسایا جو اس پہاڑ کے دامن میں واقع تھا برباد ہوگیا۔ اسمیں ۲۵ ہزار کی آبادی تھی جسمیں خاصی تعداد ہندوستانیوں کی تھی ٭ جاپانی بجٹ بابت ۱۹۰۶ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ سالیانہ قرضہ جنگ کی ادائیگی کے لئے ہوگا۔ تخمینہ لگایا ہے کہ معمولی مصارف جنگ ۲ کروڑ تیس لاکھ پونڈ ہے۔ اور کل خرچ جو جنگ کی بابت ہوگا اسکی تعداد اسی لاکھ پونڈ ہوگی۔ اسمیں چالیس لاکھ پونڈ سپاہیوں کے وطن میں بھیجنے کا خرچ اور ۱۵ لاکھ پونڈ پنشن وغیرہ کے خرچ کے لئے ہوگا ٭ مسٹر آئی۔ سی۔ چکو اور مسیا منی جو ٹراونکور کے سرکاری وظیفہ خوار ہو کر انگلستان گئے ہوئے تھے وہ امتحان میٹرک آف سائنس میں کامیاب ہو گئے ٭

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحی دین اور اخلاق - مصنفہ پادری ہنری ولیس صاحب ڈی۔ ڈی۔ مترجمہ پادری جے علی بخش صاحب پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور سے بقیمت ۸ر مل سکتی ہے۔ یہہ کتاب مسیحی دین اور اخلاق پر لکچروں کا مجموعہ ہے اور مقصد اس کا یہہ ہے کہ مسیحی عقیدے کے بارہ میں جو شہادت انسان کی اخلاقی ذات یا طبیعت سے ملتی ہے اسکو ظاہر کرے۔ اسمیں ایسے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو اعتراض کرتے ہیں کہ مسیحی دین اخلاق کے خلاف ہے یا اس میں اخلاق کے اعلیٰ فرایض نہیں ہیں یا کہ مسیحی دین سے کوئی خاص امداد اخلاقی امور میں نہیں ملسکتی۔ لائق مصنف کے ان لکچروں میں اُن غلطیوں کے رفع کرنے کی کوشش بھی کی ہے جو مسیحی تعلیم کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے اس امر کا تصفیہ بھی کیا گیا ہے کہ مسیحی تعلیم انسان کے تجربہ اور تمیز کے مطابق ہے۔ دوسرے حصے میں اُن اصولوں کا تذکرہ ہے جن پر مسیحی دین مبنی ہے یعنی۔ دائرہ ایمان یہہ تعلیم کہ خدا ایک شخص خدا۔ ضمیر کی گواہی کہ ایک اخلاقی خالق اور اخلاقی حاکم ہے۔ اور نیز مسیحی ایمان کی بنیاد انسان کے اندرونی شہادت ہی جو بیرونی تجربہ کے مطابق ہے۔ مسئلہ تالوث اخلاقی مکاشفہ ہے نہ کہ محض فلسفی مسئلہ اور نہ ہی محض چند آیات بائبل پر مبنی ہے بلکہ یہہ ایک تواریخی مسئلہ ہے۔ جیسے اور کتابیں بائبل اور سائینس کی مطابقت پر تصنیف ہوئی ہیں ویسے ہی اسمیں یہہ دکھلایا گیا ہے کہ مسیحی دین نہ صرف اخلاق کے خلاف ہی نہیں بلکہ اخلاقی اصول پر مبنی ہے اور اعلیٰ ترین تعلیم دیتا ہے۔ منادوں کے لئے مسیحی دین کے اخلاقی ثبوت کا مجموعہ ہے۔ اسمیں مسیحی دین ایک اور روشنی میں دکھلایا گیا ہے۔ اور وہ نئی روشنی ہے ‬۔

ہم خوش اور شکر گذار ہیں کہ آریہ صاحبان آج ذرا فراخ خیالی اور انصاف سے کام لینے لگ پڑے ہیں۔ تحقیقات کی نئی منازل پر صعود کر رہے ہیں۔ اور صحیفہ فطرت کا زیادہ صحت کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔ انکا عقل انسانی پر اب بھروسہ کم ہے۔ وہ لوگ جو ایک وقت اس امر کے قائل تھے کہ خدا کے کاموں میں جو فطرت کے درمیان ہیں اختلاف ہرگز نہیں ہو سکتا اب اپنے ہی قلم سے فطرت کے اختلافات بیان کر رہے ہیں۔ ۲۵ جنوری کے آریہ گزٹ میں عالمگیر مذہب کے مضمون کی ابتداہی میں سرشٹی کے اختلاف کی عجیب وغریب صورت یوں بیان کی ہے۔ "یہہ سرشٹی تین گنوں سے بنی ہے۔ ست۔ رج۔ تم۔ اور چونکہ یہہ کمی بیشی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ہر جگہ اختلاف کی عجیب وغریب صورت نظر آتی ہے۔ کوئی دو چیزیں ایک طرح کی نظر نہ آنیگی اختلاف حالات کچھ قدرت کی چال نظر آتی ہے۔ اگر ایک درخت کے دو پتے یا ایک خاندان کے دو ہمشکل آدمی نہیں نظر آتے تو انسانی صناعی کے معاملات میں بھی یہی اختلاف عجیب طرز پر کام کرتا ہے۔ کسی مصور کے ہاتھ کی دو تصویریں ایک طرح کی نہ ملینگی۔ فوٹوگراف کی دو چھپی ہوئی کتابیں گو ایک ہی شخص کے ہاتھ سے نکلی ہوں مگر ان کے رنگ ودھنگ میں بھی فرق رہتا ہے۔ باریک بینی سے کام لیا جاوے تو ایک ہی فوٹوگرافر کے دو عکسی شبیہ۔ ایک سنگ ساز کے ہاتھ کے دو بنے ہوئے بت۔ غرضیکہ کوئی دو چیز ایک طرح کی کبھی نظر نہ آئینگی۔ اگر یہہ خارجی دنیا کی حالت ہے تو ویسے ہی اندرونی دنیا میں وہی قانون لطیف صورت میں جاہوا ملیگا۔ اور اسی کا اثر کل برہمانڈ کے رچنا میں اثر انداز معلوم ہوگا۔ .... یہی نہیں بلکہ قدرت کے کاروبار میں دو قوتیں باہم متضاد بنی ہوئی ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرایا کرتی ہیں۔ ماہری دنیا میں انکی شکل کثیف ہے۔ اندرونی دنیا میں لطیف ہے" ‬۔

اس عبارت سے کیسے واضح طور پر نمایاں ہے کہ ایک جید اور مستند آریہ ممبر نے بیرونی واندرونی یا بہ الفاظ دیگر عالم دیدنی و روحانی میں اشیاء وافعال کا تضاد وتناقض مان لیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہہ الفاظ اس کے اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر اس کے اصلی جذبات اور جوش سے پھوٹ نکلے ہیں۔ اگر خدا کے مرئی اور غیر مرئی عالم میں اختلاف کی عجیب وغریب صورت نظر آتی ہے تو کیا اس کے کلام میں ویسے اختلاف کی عجیب وغریب صورت نہوگی؟ مگر کیا یہہ اختلاف فی نفسہ اور دراصل کسی نقص یا فرق کی طرف منسوب ہیں؟ کیا ان سے خدا کی دانائی اور حکمت اور قدرت میں کسی قسم کا سقم پایا جاتا ہے؟ اگر ایسے ہی اختلاف اس کے کلام میں جو بائبل کے نام سے موسوم ہے پائے جائیں تو کیا ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کا کلام جو صحیفہ فطرت میں ہے اور وہ جو صحیفہ بائبل میں ہے۔ خدا کا کلام ہے؟ کیا اس مشابہت سے یہہ لازم آئیگا کہ ہم ایک کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار اور دوسرے کے کلام الٰہی ہونے سے انکار کریں؟ کیا آریہ بھائیوں کا یہہ عقیدہ نہیں ہے کہ کلام الٰہی وہی کلام ہو سکتا ہے جو صحیفہ فطرت کے مطابق ہو نہ کہ منافق؟ مگر کیا ایسے اختلاف سے بائبل کی رتعت کچھ کم ہو سکتی ہے؟ جب وہ اختلاف جو صحیفہ فطرت میں ہیں صحیفہ فطرت کو منجانب خدا ہونے میں ہارج نہیں تو کیا وہ اختلاف جو بائبل میں ہیں اور محض نمائشی ہیں۔ اور ذرا سے غور وفکر سے من کل الوجود مطابق ہو سکتے ہیں۔ اور ان سے عمدہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اور اُس خدا کی حکمت اور ارادہ کے ظاہر کرنے والے ہیں اس کے کلام الٰہی ہونے میں ہارج ہو سکتے ہیں؟ ان تمام باتوں کے جواب میں ہم دلیری سے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ہرگز نہیں یہہ بائبل کے الہامی ہونے کا ایک بدیہی اور ضروری نشان ہے ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ کلام جو صحیفہ فطرت کے مطابق ہے وہی خدا کا کلام ہے۔ اور وہ بائبل مقدس ہے نہ کہ وید ‬۔



ہند میں مسیحیت کی آیندہ حالت کیا ہوگی؟

کرسچن پٹیریٹ نے اِس عنوان سے ایک نہایت عمدہ اور مفید مضمون شائع کرنا شروع کیا ہی جو مسیحیوں اور غیر مسیحیوں ہر دو کے لئے مفید ہی جس سے تواریخا اور اخلاقا اور روحانیۃً مسیحی مذہب کا ہند میں موثر ہونا ثابت کیا گیا ہی۔ وہاں سے ترجمہ کرکے ہم مسلسل ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے یہہ مضمون خاصکر مسیحی منادوں کے لئے بڑا ہی ضروری اور مفید ہے۔ وہ اسکو اپنی بازاری منادی میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہی۔

ہند میں مسیحیت کی تاثیر کا صحیح اندازہ لگانیکی خاطر ان مذہبی قوتوں کا درست تصور حاصل کرنا ضروری ہے جو ہند میں جاری اور عامل ہیں۔ ہند میں مسیحیت کو دنیا کے سب بڑے بڑے دو مذہبوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ یعنی ہندو مذہب اور محمدی مذہب کے ساتھ۔ اول الذکر تو اس ملک کا اصلی مذہب ہے جسکو ہند کی ۲۹۴۰۰۰۰۰۰ باشندوں کی آبادی میں سے ۲۰۷۰۰۰۰۰۰ آدمی مانتے ہیں۔ اپنی ہر حالت کے مناسب ہو جانیکی غیر مساوی خاصیت کیوجہ سے یہہ مذہب ہر ایک قسم کی طبیعت کے حسب حال ہے۔ اور ہم بالاضافہ یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ذات انسانی کی ہر ایک کمزوری کے حسب حال ہے۔ ہندو مذہب کی بڑی بھاری طاقت اِس حقیقت سے تسخیر ہوگئی ہے کہ اس نے بدھ مذہب کو جنہیں کل با اثرا ستواری موجود تھی جو کسی قوی مذہب میں ہو سکتی ہے نہ صرف ہند سے ناکامل طور پر نکال دینے ہی میں کامیاب ہوا بلکہ اس نے عجیب طور پر جہان کے تمام اصلی باشندون کے عقاید اور رسوم اپنے اندر جذب کر لینے میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کری ہے پس بدیں وجہ ہندوازم کی تعریف کرنی نہایت ہی دشوار ہے مسٹر رِسلی جس نے کہ گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ لکھی ہی ہندو مذہب کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ یہہ ایکقسم کا Animism ہے جسمیں کم و بیش فلسفانہ آمیزش پائی جاتی ہے۔

{Animism ایک قیاس ہی جس کا مطلب یہہ ہی کہ مرتبہ زندگی اور اُس کے حرکات ایک علیحدہ موجودہ غیر مادی اصول یا روح سے متعلق ہیں یہہ ایک نسبتی قیاس ہے جسمیں یہہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ جسمانی ترکیب کی ابتری روحانی ابتری پر منحصر ہے۔ لائیڈ مٹیر} انی میزم کی ایک حد اشیا کا ایک اصلی مادی قیاس ہے جسمیں یہہ تصور کیا جاتا ہے کہ طبعی آفات جادو کے ذریعہ رفع ہو سکتے ہیں اور جسکی نظر عالم محسوسات سے پرے نہیں جاتی۔ دوسری حد اسکی ہمہ اوستی ہے اور عمدہ ترین منطق مابعد الطبعیات نظام کے ساتھ مخلوط ہے۔ ان دونوں حدود منتہی کے درمیان ہر صورت کے اعتقاد اور عمل کا مقام ہے جو انسانی تصور میں آسکتے ہیں۔ دیوتاؤں کی۔ طبعی طاقتوں کی۔ ویسے آدمیوں کی جنکو لوگوں نے خدا مان لیا ہے۔ زاہدوں کی۔ حیوانوں کی زندگی کی قوتوں کی۔ کسی جنس کے اعضا کی۔ اسلحہ کی ابتدائی عناصر کی۔ جدید کلموں کی۔ اُن فرقوں کی جو نہایت ہی سخت زہد کماتے ہیں۔ ان فرقوں کی جو گوناگون عیاشیوں میں بدمست رہتے ہیں۔ اور اُن فرقوں کی عبادت جو ریاکاری سے مراقبے کرتے ہیں۔ یہہ سب باتیں ہندوازم میں شامل ہیں۔ اور انہیں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی ذہنی ترتیب بارقت آمیز خیال موجود ہے جسکی یہہ مذہب اپیل کرتا ہی اور اُن تمام حیران کر دینے والی قسموں کے عقاید میں ہر جگہ Pessimism ہی کا عالمگیر اثر پایا جاتا ہے یعنی اِس امر کا تیقن کہ زندگی اور بالخصوص مسلسل زندگیاں کا نظارہ تمام علایق کا بار ہے جو انسان پر آپڑتا ہے۔ (یعنی کہ دنیا کی موجودہ حالت سے صرف برائی ہی پیدا ہوتی ہے) ایک بے نقص کامل تصور یہہ ہے کہ باخبر ہستی کے بار بار گردش کرنے والے چکر سے رہائی ملے اور دنیا کی غیر شخص روح میں انسان کی واحد ذات غرق ہو جاوے +

اسمیں کچھہ شبہ نہیں ہے کہ اعلیٰ تر ہندو مذہب میں کچھہ نہ کچھہ دلفریب بات پائی جاتی ہے۔ اور وہ روحانی ہمہ اوستی ہے۔ یہہ انسان کی وہ غیر منفک آرزو ہے جس سے وہ کثرت میں وحدت کی تلاش کرتا ہی۔ یہہ اِس نظام کا لب لباب ہے جو ویدانت مت کہلاتا ہے اور جس کا خلاصہ ان الفاظ میں پایا جاتا ہے۔ "برہما ست ہی دنیا است۔ آتما برہما ہے اور اس کے سوائے کچھہ نہیں"۔ مگر ہمارا مطلب اس جگہ ویدانت مت کی تحقیق اور تدقیق سے نہیں ہے بلکہ یہہ دیکھنا کہ مسیحی اور ہندو نجات کی تدبیروں میں اصل فرق کیا ہے۔ اعلیٰ تر ہندو مذہب کے رو سے نجات راستی کے ذریعہ سے نہیں ملتی مگر گیان کے ذریعہ سے گناہ کو نکال پھینکنے کے وسیلہ سے نہیں بلکہ اگیانتا سے نکل آنے کے ذریعہ سے۔ تمام برائی کی جڑ نفس اور نافرمانی مرضی نہیں بلکہ تاریک شدہ عقل ہے۔ پس اِس کا علاج اخلاقی نہیں بلکہ مابعد الطبعی ہے۔ میں ہندو اور مسیحی تدبیر نجات کے درمیان اس مخالفت کا ذکر اسلئے کرتا ہوں کہ ظاہر ہو جائے کہ ہندو مذہب کے ساتھہ مسیحیت کی مصالحت قطعًا ناممکن امر ہے۔ آجکل یہہ کہا جاتا ہی کہ مسیحی مذہب کو شرقی لباس میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا ضروری امر ہے۔ مگر جب تک کہ اعلیٰ تر ہندو مذہب کا تعلق ایک غیر شخص ہستی اور ایک اندھے اور خود مخرج الاصول کے ساتھہ ہے۔ جس کا عمل ایک سخت قسمت یا ضرورت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور انسان کے ساتھہ کسی قسم کا معین تعلق نہیں ہوتا۔ اور جب تک کہ یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ نجات انسان کی روح کا اس غیر شخصی ہستی کے ساتھہ مشابہت رکھنے میں ہی تب تک مسیحیت اور ہندو دیت میں کسی قسم کی موافقت پیدا ہونے کا امکان نہیں ہو سکتا مسیحیت کے ازلی اور غیر متبدل اصول تمام اقوام کے لئے یکساں ہیں۔ اور یہہ اصول اعلیٰ تر ہندو مذہب کے اصول سے بہت ہی کم مشارکت رکھتے ہیں۔ مروجہ ہندو مذہب کے لحاظ سے ضرور ہے کہ مسیحی مذہب اِس کے ساتھہ مخالفت رکھے۔ کیونکہ بڑے بڑے حامیان ہندو مذہب بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسکی مروجہ شکل بیہودہ وسواسوں اور ملحقات کا ایک

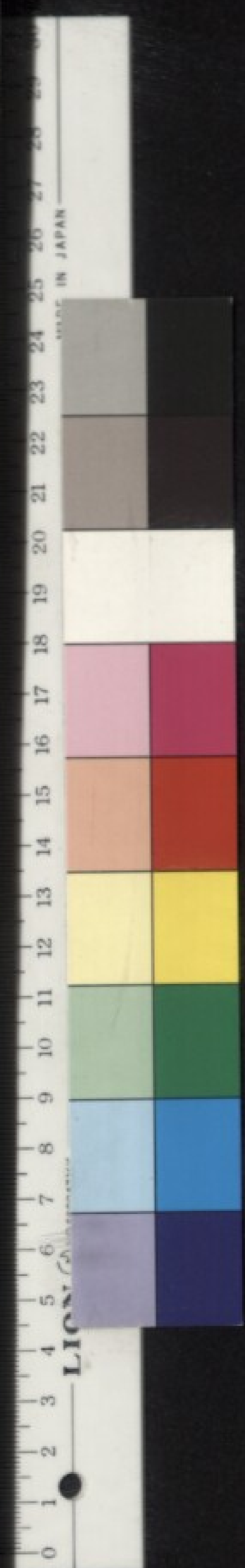
ایسا غلاف چڑھا ہوا ہے کہ وہ اب کوئی خاص نجی عقیدہ نہیں بلکہ ریت و رسوم کا ایک مجموعہ یا مذاہب کا اجمال ہے۔ ہندومت کی طاقت لاکھوں سروالی فطرت میں ہو۔ کیونکہ اگرچہ معدودے چند پرمغز آدمی اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ علم مابعد الطبعیات کی امداد سے مذہبی خیال کا ایک نظام نکال لیں۔ مگر جم غفیر اس بات کی فکر میں ہیں کہ اپنی دیوی دیوتاؤں کو ماننے والی عقل کی ہر ایک واجب و غیر واجب تمنا کو اپنے ایمان اور عمل۔ ریت و رسوم۔ برتوں اور میلوں کے بے تحاشہ شغلوں سے پورا کریں ؛

نیویارک واقعہ امریکہ کی ثروت و ترقی

ایک ہندوستانی سیاح کا بیان امریکہ اور خصوصاً اُس کے شہر نیویارک کی ترقی و ثروت کے بارہ میں بڑا دلچسپ اور لیند خاطر واقعہ ہے۔ اِس کا بیان ہے کہ اِس ملک اور اِس کے لوگوں نے حیرت افزا ترقی کی ہے۔ سب سے پہلے نیویارک ہی کو لو۔ یہہ شہر وسعت اور آبادی میں نہایت ہی بڑھ گیا ہے۔ گذشتہ سال کے ماہ جون میں جو مردم شماری سرکار کیطرف سے ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیویارک کی آبادی اِس وقت ۴۷ لاکھ ۶۶ ہزار ۸ سو ۸۳ ہے مقابلہ میں سنہ ۱۹۰۰ اور سنہ ۱۸۹۰ کی آبادی کے جبکہ کل آبادی ۳۴۳۷۲۰۲ اور ۲۵۰۷۴۱۴ علی الترتیب تھی۔ ان اعداد سے واضح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۰ سے سنہ ۱۹۱۰ تک کے عرصہ کے اندر آبادی میں ۱۲۸ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ اور اُسی رقبہ میں اس سے اول کے دس سالوں کے اندر آبادی میں ۳۷.۱ فیصدی کا اضافہ تھا۔ شہر ہر سمت سے ترقی کر رہا ہے اور بڑی بڑی عمارتیں بنتی جا رہی ہیں۔ نیویارک کی فراخ اور عمدہ گلی کوچے۔ باغات اور چوراہے خوش نما آثار قدیمہ۔ نہایت مفید بندرگاہ۔ دلکش دریائے ہڈسن معہ اپنے عظیم الشان جہاز و معابر کے عجیب بہار دکھاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا شہر نہیں ہو بلکہ پیرس اور روم بھی ابھی ایسے نہیں ہیں جو اپنی ترتیب و آراستگی میں نیویارک کا مقابل ہو سکے۔ اسکی تمام گلیاں کوچے بالتوال لگے ہوئے ہیں کہ ایک اجنبی شخص بھی بوساطت اُس کے نقشہ کے اُن تمام پر چند منٹوں میں حاوی ہو سکتا ہے اور اسکو اِس شہر کی سیر میں کوئی دقت پیش نہیں آتی جس طرح روم میں کراس اور پیرس میں بولاڈس ملور شاہراہیں پکڈنڈی ہے ویسے ہی نیویارک میں براڈوے اِس شہر کی لاثانی منڈی کل بڑے معاملات کی ہے۔ ایک سمت کو انگنبوٹ کمپنیوں کے دفاتر۔ بڑی بڑی ریل کی سڑکیں اور ہر قسم کے کام کاج کی عمارتیں سربفلک ایستادہ ہیں۔ اِس سے ذرا اور شمال کو نہایت موزون دکانیں کثرت پائی جاتی ہیں جنہیں شہر کے سب سے بڑے اور نفیس ترین ذخائر موجود ہیں۔ براڈوے کے ایک حصہ میں تھیٹر ہیں جنکی نظیر یورپ کے کسی شہر میں پائی نہیں جاتی علاوہ براڈوے کے طول میں ۱۴ میل کی وسعت ہیں گرجے ہی گرجے نظر آتے ہیں۔ بالجملہ براڈوے کی عمارتیں اور ذخائر اور لوگوں کا جمگھٹ ایسا عظیم الشان اور رونق دار اور کثیر ہے کہ جنکی نظیر دنیا کی کسی گلی کوچے میں نہیں ملتی۔ اگر براڈوے نیویارک کا سنقد اشغال ہے تو ففتھ ایونیو اُس کا وضعدار منقذ ہے۔ اِس میں بڑے بڑے امرا اور رؤسا کے محل ہیں۔ مگر سنا جاتا ہے کہ اب لوگ اپنے محلوں اور گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر اور جگہ آباد ہوتے جا رہے ہیں اور اِس کوچے میں دوکانیں ہوٹل اور کلب بنتے جا رہے ہیں۔ یہاں کے ہوٹل بڑے وسیع پیمانہ پر بنے ہوئے ہیں سیاح کا بیان ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا میں ففتھ ایونیو ہوٹل میں گیا مگر اُس کے پیچدار راہوں اور نفیس کمروں میں راستہ ہی بھول گیا۔ بڑی بڑی گلیوں میں تار برقی اور دیگر وسائل خبر رسانی کے زمین دوز گذرگاہیں بنی ہوئی ہیں نیویارک۔ شکاگو۔ اور امریکہ کی دیگر شہروں میں اونچی اونچی ریلوے سڑکیں بھی بنی ہوئی ہیں۔ جوان کو خاص ہیں اور سنگاپور کہ نیویارک واقعہ امریکہ دنیا کے عجائبات اور مرکز ترقیات میں سے ایک شہر ہے اور بعض باتوں میں تو اُس کا ثانی ہی دنیا میں نہیں ملتا ؛

دعا کس طرح مستجاب ہوتی ہے۔

دعا مسیحیت کا ایک جزو اعظم ہے۔ اور مسیحی مذہب کی روحانی زندگی کا ایک اصول۔ اور روحانی و جسمانی زندگی کی برکات کا ذریعہ حصول و متیابی ہے۔ یقین واثق ہے کہ ہر مسیحی ضرور بالضرور دعا مانگتا ہوگا۔ بیشمار مسیحی دعائیں خواہ عجلت خواہ عسرت سے مسموع ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی سینکڑوں اور ہزاروں دعائیں ایسی ہیں جنکا جواب خدا کی طرف سے نہیں ملتا۔ اگر اِس کا سبب دریافت کیا جاوے تو اُس کے جواب میں کئی ایک باتیں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ اور عالمگیر جواب یہہ ہے کہ دعا کرنے والے میں ایمان کی کمی ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی ہر حالت میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر دعائیں ایمان سے مانگی جاتی ہیں مگر پھر بھی دعا کا جواب نہیں ملتا۔ جس طرح عالم کی تمام اشیاء قوانین کے ماتحت ہیں اور انسان کے کل عمل کسی نہ کسی قانون سے وقوع میں آتے اور نتیج ہوتے ہیں اُسی طرح سے دعا بھی قانون کے ماتحت ہے اور جب اِس قانون کے مطابق مانگی جائے تب فوراً اس کا جواب آتا ہے۔ اخبار دنیا نو دیا نے ایک قانون یوں مسطور کیا ہے۔ "خواہش کرو۔ اور اُس خواہش کو درخواست کی صورت میں اُس کے روبرو پیش کرو جسنے وہ قوانین بنائے جن سے خواہش پوری ہو سکتی ہے۔ اِس قانون کے مطابق عمل کرو اور جواب بالضرور آئیگا" یعنی دعا خود اُس کا جواب ہے۔ یعنی جیسا کہ تم دعا کرتے ہو ویسا ہی عمل کرو اور تمہاری دعا کا جواب مل جائیگا خواہ وہ کچھ ہی کیوں نہو۔ اگر تمہاری دعا یہہ ہے کہ "تیری مرضی پوری ہو" تو تم وہ کام کرو جو اُسکی مرضی ہے اور اُسکی مرضی پوری ہو جائیگی۔ اور وہی تمہاری دعا کا جواب ہے" ؛





تحت الارض تار برقی ۔ آج کل اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ لندن اور گلاسگو کے درمیان تحت الارض تار برقی تعمیر کیجاوے یہہ کل فاصلہ ۴۰۰ میل کا ہی تخمینہ لگایا گیا ہی کہ اس کام پر فی میل چودہ سو پونڈ لاگت آئیگی۔ اور کل فاصلہ کے لئے ۶ لاکھ پونڈ خرچ ہوگا۔ ارادہ کیا گیا ہے کہ یہہ کام اس سال میں ختم کر دیا جائے۔ اس تار کی سرعت رفتاری کا مسئلہ ابھی تک زیر بحث ہی اور تا وقتیکہ یہہ تار برقی جاری نہو جاوے اس امر کا فیصلہ نہایت دشوار ہے۔ اس کا فیصلہ محض تجربہ پر مبنی ہے ؛

چین میں مسیحیت ۔ بشپ آف وکٹوریہ (واقعہ ہانگ کانگ) نے چین کے بارے میں ایک درس دیتے ہوئے چین میں مسیحیت کے کام اور کامیابی کا یوں بیان کیا ہی کہ چین میں انجیل پھیلتی جا رہی ہے۔ اور اس کام کو قریباً کلیتہً چین کے وہی باشندے ہی کرتے ہیں جو مسیحی ہو گئے ہیں چینی آدمی عملی آدمی ہیں۔ اور وہ اس امر کو محسوس کرتے ہیں کہ ہماری کلیسیا بالضرور ان کے لئے ہی جو پاکیزگی کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ اگرچہ چین کے مسیحی بالمقابل چین کی آبادی کے محض مٹھی بھر ہیں تاہم انکی امید بہت ہی ہی۔ کیونکہ بس ایک مٹھی بھر یا معدودے چند آدمیوں کو اپنے ایکو چین میں مثل خمیر کے ثابت کر دیا ہے۔ اور وہ بالضرور چینی دیسی کلیسیا کو تمام ملک میں خوشخبری پھیلا دینے والی کلیسیا تصور کرتے ہیں۔ چین میں اس امر کے بارے میں سو دیشی موشن بہت ہی اور وہ زمانہ آنیوالا ہے جبکہ یورپین مشنری علیحدہ ہو جاوینگے اور یوں کہیں گے۔ "ہم تم سے یہہ غرض نہیں رکھتے کہ تم ہماری سنو جو اجنبی ہیں۔ مگر ہم تمہارے پاس ایک دیسی کلیسیا چھوڑ چلے ہیں جو انجیل کو ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیگی"۔ یہہ دیسی کلیسیا اصلی اور مضبوط کلیسیا ہے۔ اور چین میں کامیابی کی بہت بڑی توقع کیجاتی ہی کہ کاش کہ وہاں کام کا ایسا ہی نتیجہ ہو۔ اور نہ صرف چین میں بلکہ وہ دن جلد آوے کہ ہند کی قومی مشنری سوسائٹی جس کا آرگنیزیشن گذشتہ دسمبر میں سیرامپور کے درمیان ہوگیا ہی اور جس کے کام کا بیڑا ہمارے بڑے بڑے اہل وطن نے اٹھایا ہوا ہے بابرکت اور کامیاب ہو۔ اور ہم بھی ایک دن اِس بات کے کہنے سننے کے قابل ہو جاویں کہ یہہ ہماری مشن اور سوسائٹی ہے۔ ہم خدا کا کلام سناتے ہیں۔ اب ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے کام کی ذمہ داری سے اطمینان خوشی اور ثمرہ ملے ؛

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں ۔ ۳ ۔

گناہ کا بیمار حکیم کا محتاج ۔

نجات تندرستی اور گناہ بیماری ہے۔ الفاظ شفا۔ تندرست اور پاک سب ہم معنے ہیں۔ مسیح کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور بچانے کو آیا تھا۔ اور اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگوں کو بیماریوں سے شفا بخشے۔ اس نے کہا کہ "بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں"۔ (متی ۹: ۱۲) کیونکہ لوگوں کو نجات دہندہ کی ضرورت تھی کیونکہ وہ بھلے چنگے نہ تھے اور یہی وجہ اب بھی ضرورت ہے۔ اِس بنیادی حقیقت کے جلوہ میں گناہ کے اصول پر غور کرنا چاہیے بیماری کی وجہ تندرستی کے کسی قانون کو توڑنا یا اسکی پابندی میں کوتاہی کرنا ہے۔ قانون سے انحراف کرنا وہی معنے رکھتا ہے جو اسکو دیدہ و دانستہ نہ ماننا۔ اسی طرح راستبازی کے قانون کو جو پاکیزگی یا تندرستی کا قانون ہے توڑنا یا اس سے روگردانی کرنا گناہ ہی۔ ہم جسمانی آدمی کی نسبت بیماری کا اور روحانی آدمی کی نسبت گناہ کا خیال کرتے ہیں لیکن کامل آدمی کی نسبت کاملیت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

گناہ اور جرم کی تفاوت پر بخوبی غور کرو۔ گناہ عام حالت ہی اور جرم کسی خاص قانون کو جان بوجھ کر توڑنا ہے بہت سے جو خود براہ راست گناہ کے مرتکب نہیں دوسروں کے گناہ کی بدولت تکلیف اٹھاتے ہیں جیسا کہ شرابی کی بیوی اور بچے۔ ٹھیک اسی طرح ہر ایک انسان گناہ میں پیدا ہوتا ہے اور صدیوں سے نسلاً در نسلاً گناہ بڑھتا چلا آیا ہے۔ انسان کے لئے مقدم بات یہہ نہیں کہ وہ جرم کا خیال کرے بلکہ گناہ کا خیال کرے۔ بہت گناہ سے بچنے کی ضرورت کو محسوس نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اپنے تئیں جرم کے بوجھ سے دبے ہوئے محسوس نہیں کرتے۔ انکا گناہ کچھ کم مہلک نہیں ہے۔ اِس ضرورت کو محسوس نکرنے کے باعث آج تک لاکھوں بنی آدم کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم کو یہہ یہاں انسانی تواریخ کی خرابی نظر آتی ہے۔ ذی ہوش انسان ہر ایک جگہ اِس غفلت کے مہلک نتیجے دیکھ سکتا ہے (۳۲ زبور ۱-۸) ؛

دعا ۔ الٰہی نجات دہندے مجھے میرے گناہ کی شناخت عطا کر اور مجھ میں یہہ پہچان پیدا کر کہ میں جان لوں کہ تیری نجات بخش مدد کے بغیر میں کیسا بیکس اور لاچار ہوں ؛

۴ ۔ گناہ کا اسیر رہائی دینے والے کا محتاج ۔

گناہ نے کیسی خرابی پیدا کی ہی اکھوئے جانا یا گناہ کا بیمار ہونا ہی بس نہیں۔ گناہ ایک کٹر اور بے رحم مالک ہے۔ اس دنیا میں سب سے زیادہ قابل رحم وہ شخص ہے جو گناہ کا غلام ہے اور جوں جوں اسکی کشمکش کی طاقت کمزور اور اسکی مرضی بے بس ہوتی جاتی ہے۔ اسکے کیرکٹر کی طاقت معدوم ہوتی جاتی ہے اسی قدر وہ اپنی بے بسی کو ظاہر کرتا جاتا ہے خواہ سوشیل طور پر وہ شیر ببر ہی کیوں نہ خیال کیا جاوے اور اس کے پاس وہ سارے ساز و سامان جو روپے سے مہیا ہو سکتے ہیں موجود ہوں اور بڑے بڑے عقلمندوں میں اس کا شمار ہو تو بھی وہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ گناہ کا غلام ہی۔ وہ تہہ دل سے جانتا ہے کہ وہ اپنے تئیں بچا۔ روحانی تندرستی کا حظ اٹھانے یا دل کو پاک کرنے یا خدا کی نگاہ میں کیرکٹر کی راستبازی حاصل کرنے کے ناقابل ہی۔ (رومی ۱: ۲۰-۳۲۔ یوحنا ۳: ۱۷) ؛

اگر ایسے شخص کو وہ تمام سامان جو یہہ دنیا پیش نظر کرسکتی ہے مل جاویں تو اسکی حالت ابھی قابل رحم ہوجاویگی وہ گناہ کا غلام ہے اور اس کی آزادی ممکن نہیں جب تک کہ اُسکو باہر سے مدد نہ پہنچے۔ ایک شاعر نے اسکی تصویر اس طرح کھینچی ہے ؛

کہتے ہیں تھا اِک سمندر میں جہاز
اپنی رعنائی سے تھا وہ مست ناز

ایک دن وہ چھوڑ دریا کا کنار
جارہا تھا اِک طرف مستانہ دار

جاتے جاتے راہ سے بے راہ ہوا
بے نشان آوارہ وہ پھرتا رہا

ناگہاں امواج نے اُس کو لیا
ایک جنگل کی طرف دھکا دیا

بیکسی کے حال میں پھر چھوڑ کر
اُس سے موجیں ہٹ گئیں منہ موڑ کر

مدتوں کے بعد وہ گل سڑ گیا
دھوپ اور بارش سے وہ جل بگڑ گیا

خاک پر وہ آکے خاکستر ہُوا
جبکہ اُس نے خاک پر بستر کیا

ہے یہہ اُن کے حال کی عمدہ مثال
مال پر اتراتے ہیں جو بد مآل

جو خطا کاری میں رہتے ہیں بشر
عمر کو غفلت میں کرتے ہیں بسر

ہوتے ہیں دنیا میں آخر وہ ذلیل
جیسے مایوس اپنے درماں سے علیل

گر کوئی بیماں ہو گرفتار جذام
اُس سے نفرت کرتے ہیں سب خاص عام

ہے یہی حال اُس کا جو ہے بر ملا
بند عصیاں میں ہمیشہ مبتلا

گناہ کی مزدوری موت ہے“۔ جب صرف جسم کی بیماری ہوتی ہے تو جان تندرست کی جاتی ہے آزاد ہوجاتی ہے۔ لیکن جب جسم اور جان دونوں بیمار ہوتے ہیں تو سخت قسم کی غلامی کی حالت ہوتی ہے ؛

دعا۔ مبارک رہائی دہندے تونے میرے لئے کفارہ دیا ہے میری امید صرف تجھ میں ہی ہے ؛

مُراسلات

نمبر (۲)

تھوڑیسی پونجی کی بیقدری مت کرو

”چھوٹی چھوٹی بوندوں سے تالاب بھرتا ہے“ ”کوڑی کوڑی سے مایہ جڑتی ہے“ ایک تھوڑی سی رقم جو روز مرہ جمع کی جاوے بڑھکر بہت ہوجاتی ہے اگر ساڑھے چھتیس ڈالر ایک سال کے آخر میں اور تین سو چھیاسٹھ ڈالر سود چھوڑکر دس سالوں کے آخر میں جمع ہوجاوینگے تو یہہ ایک ہلکی رقم نہیں ہے۔ مگر اتنا روپیہ ہر روز دس سینٹ جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے ؛

(۲) حساب کی کتاب رکھو ؛

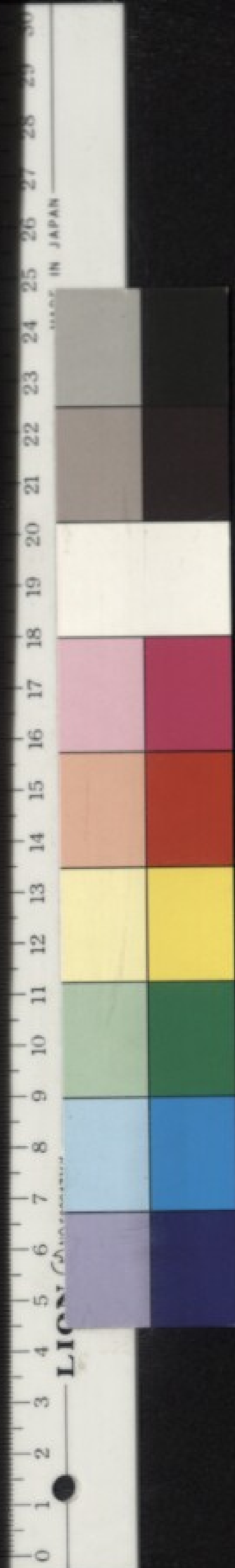
اِس میں وہ تمام روپیہ درج کرو جو تحصیل ہو اور جو خرچ کیا گیا۔ ہر مہینے کے آخر میں باقی نکالو تاکہ تم کسی وقت میں فوراً پہچان لو کہ روپے پیسے کے معاملہ میں تمہاری کیا حالت ہے ہر ایک شخص کو خصوصاً نئے شادی والوں کو ایسا کرنا چاہئے۔ میرا دستور ہے کہ معمولی حساب تو اپنے روزنامچہ میں رکھتا ہوں اور خاص حساب خانگی اخراجات کی دوسری کتاب میں جسمیں خوراک اثیدھن اسباب مدد اور دوائیاں وغیرہ بھی درج کی جاتی ہیں ہر ایک رقم علیحدہ علیحدہ رہتی ہے اس کتاب کو دیکھنے سے میں بتلا سکتا ہوں کہ جس سے میں نے گھر رکھنا شروع کیا ہے ہر ایک چیز کے لئے مجھے ہر مہینے اور ہر سال کیا خرچ کرنا پڑا ہے جب دس یا پندرہ برس تک تمنے اسطور پر حساب لکھا ہے تو یہہ کتاب تمکو بہت دلچسپ معلوم دیگی اور کفایت شعاری میں بھی تمکو مدد دیگی ؛

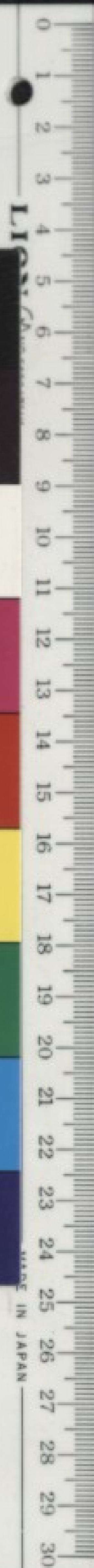
(۳) مستقل رہو۔ وقتاً فوقتاً اپنے کاروبار کو اس لئے بدلتے نہ رہو کہ جیسے تم چاہتے ہو ویسے کامیاب نہ نکلے تمام وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ کو بدلتے نہ پھرو اس غرض سے کہ وہاں پر تمکو زیادہ آسائش ملیگی اور تمہاری تنخواہ کسی قدر بڑھ جائیگی آوارہ گردی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے ایک پرندہ جو تمہارے پاس ہے ان دو کی نسبت جو جھاڑی میں ہوں بہتر ہے اگر ترقی ملے تو اُسے منظور کرلو اور کوشش کرو کہ اور بھی زیادہ ترقی کے مستحق ہو مصیبت کا زمانہ ایک ہی جگہ میں ہمیشہ نہیں رہتا بعض دفعہ تو چلا جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ لیکن عموماً ایکہی جگہ قیام کرنا بہت اچھا ہے ؛

(۵) زیادہ منافع کی خاطر بغیر غور و فکر کے روپیہ صرف کرڈالنے کی عادت سے باز رہو ؛

بہت سے بے گھر خاندانوں کے پاس آج کے دن آشیانہ کا مکان ہوتا اگر شوہر اور باپ اپنے روپیوں کو کان خریدنے ریل کے حصہ دار بننے قرعہ ڈالنے بازی لگانے اور جوا کھیلنے میں نہ اڑا دیتے آجکل لوگوں کو بعض وقت محنت سے نہیں بلکہ اور کسی صورت سے روپیہ آجاتا ہے لیکن یہہ روپیہ انکی ہتھیلی میں ایسا چھید کردیتا ہے کہ جس کے سبب وہ ٹھہر نہیں سکتا بلکہ جلد اُڑ جاتا ہے۔ زمین کو معقول قیمت پر خریدنا اور مناسب درجہ تک اسکی قیمت کے بڑھ جانے کا انتظار کرنا درست ہے اور اگر یہہ ہوشیاری اور دانائی کے ساتھ کیا جاوے تو روپیہ بڑھانیکا اچھا طریقہ ہوگا خبردار اس وہم میں پڑکر کہ زمین کی قیمت ایک سال میں دگنی ہوجاویگی۔ اُس کے خریدنے کے لئے بہت سا روپیہ مت لگاؤ ؛

(۶) جو کچھ تم خریدتے ہو اس کے لئے نقد روپیہ دو۔ تھوڑا روپیہ ہمیشہ زائد رکھو بجائے اِس کے کہ اپنی ماہوار آمدنی





کو پچھلے مہینے کا قرض اتارنے میں صرف کرو اُس کو ایسا استعمال کرو کہ دوسرے مہینے کے شروع تک رہے تم تنگی اور عزیبی کے ساتھ کم سے کم ایک مہینے تک گذران کر سکتے ہو حتیٰ کہ تم اس حالت تک نہ پہنچ جاؤ کہ ہر ایک چیز نقد خرید سکو اور تمہارے پاس سبزی فروش یا قصائی یا پنساری کا بالکل قرض نہ رہے ؛

اگر ممکن ہو تو ہمیشہ قیمت نقد دو اس طریقے سے تمہیں چیزیں زیادہ کفایت سے ملینگی ایسا کہ اگر مشتری کی ضرورت ہو تو تمہارا اعتبار اول درجے کا ہوگا ؛

ویدونکی کانٹ چھانٹ

اخبار مسافر ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء عیسائیت کی کانٹ چھانٹ کے عنوان سے ایک لایعنی مضمون لکھکر یوں درفشانی کرتا ہے کہ اگر عیسائیت کی کانٹ چھانٹ کر کے سائنس کے مطابق کر دیا گیا تو باقی عیسائیت کا کیا رہ جائیگا ؛

فاضل ایڈیٹر صاحب آپ حیران نہ ہوجئے عیسائیت کہیں نہیں جاتی اور نہ اسکو کانٹ چھانٹ کی ضرورت ہی آپکو شاید ویدونکی کانٹ چھانٹ کا خیال آگیا ہے جو کہ سوامی دیانند نے آجکل کی تہذیب سے متاثر ہو کر ویدونکی مرمت کر دی ہی سناتن دھرمی بیچارے آجتک روپٹ رہے ہیں کہ دیانند نے ویدوں کی اصلی تعلیم کو ملیا میٹ کر کے من گھڑت تعلیم کو جاری کیا ویدوں کی تعلیم بت پرستی ہی سناتن دھرم ہے۔ میرے خیال میں اگر انصاف کچھ چیز ہے تو سناتن دھرمیوں کا شور بے فائدہ نہیں ہے کیونکہ جہانتک تاریخ کچھ پتہ دیتی ہے اُس وقت تک ہندوستان میں ویدوں کے فرمان ہدایت نشان کا فیض بت پرستی ہی معلوم ہوتا ہے اور اس کے اوپر جہاں تاریخ ساکت ہے وہاں دیانند نے توحید ہی تعلیم کا دعویٰ کر دیا ہے ؛ جس کا کوئی تاریخی ثبوت ہی نہ دے سکے بلکہ دیانند صاحب نے بھی باوجود سر توڑ کوششوں کے کسی تاریخ کا حوالہ نہیں دیا۔ دیانند صاحب تو یہانتک زبانی جمع خرچ کرتے ہیں کہ کل ایجادات جنکے موجد یورپین و امریکن ہیں وہ سب ویدی زمانہ میں موجود تھیں۔ غرض کہ جو کچھ علم سائنس سے ثابت ہو چکا وہ سب کچھ سوامی نے ویدوں سے نکالکر دکھلایا اور جو ابھی تک معلوم نہیں ہوا اُسکی بابت سوامی صاحب بھی خاموش شاید اسی واسطے بقیہ دو ویدوں کا ترجمہ نہ کیا کہ جو آیندہ ثابت ہوتا جائیگا ویدوں کے ذمہ تھوپا جائیگا

ان مذکورہ خرافات لایعنی کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ دیانند نے ویدکی کیا تعلیم ظاہر کی مرد و عورت کے تعلقات ہیں جو کچھ ویدوں نے ظاہر کیا وہ آریوں کا پیارا مسئلہ نیوگ ہے جس کی نسبت اخبار مذکور اسی پرچہ میں اس مسئلہ کو پوتر مسئلہ لکھتا ہے اور آشا رکھتا ہے کہ سناتن دھرمی بھی اس جہالت میں شامل ہو جاویں۔ این خیال است و محالست و جنوں۔ جناب اُنکو کچھ غیرت ہی دوسرا مسئلہ تناسخ ہی جس کے ردی ہونے میں کسی عاقل کو ذرا تامل نہیں میں خود اس مسئلہ کے ابطال پر ایک مبسوط مضمون لکھ رہا ہوں میرے سامنے فی الحال ثبوت تناسخ لیکھرام ہے اگر ایڈیٹر صاحب کے پاس کتاب مذکور کے علاوہ کوئی اور تصنیف با دلائل تناسخ کے اثبات میں ہوں تو میرے پاس بھیجدیں میں ان دلائل کا نہ بھی سر دست دیکھ سکتا ہوں تیسرا مسئلہ قدامت وید ہی اس کے ابطال کے لئے میں پنڈت لیکھرام کی تصانیف ہی پیش کرونگا اگر کوئی سعید ہی ہے تو اُس کو دیکھتے خود بخود روشن ہو جائیگا چوتھا مسئلہ قدامت ارواح و مادہ ہی یہہ ایسا بیہودہ مسئلہ ہے کہ اس کو تسلیم کر کے خدا کے وجود کی ضرورت ہی معدوم ہے پانچواں مسئلہ با تعلیم وید پاک کی مغلظ گالیاں اور سخت بدتہذیبی ہے جو کہ آریہ مہاشوں کو لکھائی گئی اس کے ثبوت کے لئے ایک تو یہی پرچہ مسافر آگرہ موجود ہی دوسرا آریہ مسافر جالندھر تیسرا لیکھرامی و دیانندی تصانیف جنہوں نے حد ہی کر دی ہے ؛

چھٹی تعلیم وید مقدس کی وہ اتسو نجات ہیں جبر عملدرآمد کرنے سے شیطان مشورہ دینے کے لئے حسب الطلب سماج کے پاس آتا ہی جسکا پرچہ مذکور ہی گواہ ہے کیونکہ اُس کے ایڈیٹر کے ساتھ اُسکی گاڑہی دوستی ہے اور خط وکتابت جاری ہی گویا گہری بٹ بھائی بنا ہوا ہے اور عموماً ایڈیٹر صاحب کو اخبار ایڈٹ کرنے میں بڑی بھاری مدد دیتا ہے۔ مبارک ہو یہہ کانٹ چھانٹ دیانند نے کر کے سناتن دھرم کو خاک میں ملا دیا اس واسطے اب اڈیٹر صاحب کے عیسائیت کا بڑا خیال ہے کہ جسطرح وید کی ڈاڑھی مونچھ مونڈ کر یورپین ٹوپی دیانند نے اُس کے سر پر رکھدی اسی طرح شاید بائبل کا حال نہ ہو اس لئے میں ایڈیٹر صاحب کو مطلع کرتا ہوں کہ عیسائیت کہیں نہیں جاتی البتہ آپ امریکہ وغیرہ سے نئی ایجادات دریافت کر کے باقی دو ویدوں کے سر پر تھوپ کر اُن بیچاروں کو یورپین نہ سہی امریکن ٹوپی ہی پہناؤ شام واتھرد وغیرہ کہیں سردی سے ہی نہ مرجاہیں ورنہ خواہ مخواہ پربیشور کو سٹور اوتار دہارنا پڑیگا ؛

آپ کا دوست

رحمت مسیح تحصیلدار امریکن مشن بک ڈپو ریڈنگ روم شاہ کوٹ خریدار مسافر اخبار آگرہ ؛

پیارے ایڈیٹر صاحب تسلیم

سطور ذیل کو اپنے اخبار میں درج فرما کر مشکور فرما دین ؛

میں نے اخبار نور افشاں میں ایک نوٹ دیا تھا۔ کہ کوئی صاحب ۱۔ قرنتیوں باب ۱۲۔ آیت ۲۶ کی تشریح کر دیوین جس کے جواب سے جاب رہا۔ آج میرے ایک دوست کی چھٹی ملی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر لکھنا شروع کیا تھا۔ جب مضمون لکھکر اپنی بیوی کو دکھلایا تو انہوں نے کہا کہ جب خود تمہارا اس پر عمل درآمد نہیں ہے۔ تو تم کسی کو

کیا لکھ سکتے ہو۔ چنانچہ میں نے قلم رکھ دیا۔"

اب آخری التماس ہے۔ کہ میں اپنے نیک گوار مہربان ڈاکٹر برخوردار خان صاحب چیبہ سے اِس آیت کا مطلب دریافت کرتا ہوں۔ کیونکہ عرصہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر صاحب سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ اِس وقت اُن کے مسیحانہ طرز سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا تھا۔ اُن ہی کی ذات مبارک سے اب بھی جواب کی امید رکھتا ہوں۔ فقط ؛

راقم ولسن از جھانکوٹ

جھنگ بار میں جناب بشپ صاحب کی تشریف آوری

۱۶ جنوری ۱۹۰۶ء کی شام کی گاڑی میں جھنگ بار مشن کے کارندے اور اسکول ماسٹر وغیرہ گوجرہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو گئے۔

۱۷ جنوری کی صبح کے ۸ بجے جناب بشپ صاحب لاہور سے تشریف فرما ہوئے۔

پادری ہولڈن صاحب سپرنٹنڈنٹ مشنری جھنگ بار و پادری اصحاق صاحب معہ چند کارندگان کے انکی پیشوائی کے واسطے سٹیشن تک گئے ؛

صبح کے وقت نماز ہوئی ۱۳ - اشخاص ستقیم ہوئے دوپہر کے بعد عشائے ربانی کی نماز ہوئی جسمیں ۳ ۱۳ اشخاص شریک ہوئے ؛

شام کی گاڑی میں جناب بشپ صاحب معہ پادری ہولڈن صاحب و سٹاف کے گوجرہ تشریف لے آئے ؛

۱۸ جنوری کی صبح کی گاڑی میں پادری آئرلینڈ جونس صاحب سکرٹری چرچ مشنری سوسائٹی لاہور سے تشریف لائے۔ اور جناب بشپ صاحب کے ساتھ بنگلہ نہر گوجرہ میں مقیم ہوئے ؛

جناب بشپ صاحب معہ پادری صاحبان و مسٹر و مسز گلمیں کے منٹگمری والہ کو تشریف لے گئے ؛

منٹ گمری والہ میں مسٹر منتھا سنگھ صاحب نے خوب تیاری کی ہوئی تھی۔ گاؤں کے بہت سے لوگ دیہات کے باہر سلام کے واسطے آئے ؛

لڑکے اور لڑکیوں کے سکولوں نے خوب گیت گائے آتشبازی کے گولے چلائے گئے۔ مس صاحبان کی نئی کوٹھی پر بہت عمدہ دروازہ بنایا گیا۔

گرجہ میں عبادت ہوئی ۱۹ - اشخاص مستقیم ہوئے بعض لوگوں نے عرضی دی کہ وہ اپنے خرچ سے ایک مناد عہ ماہوار کا رکھ لیں بشپ صاحب نے فرمایا کہ ان کسی پادری صاحب کا جانا مناسب ہو ؛

شام کے وقت جناب بشپ صاحب معہ پارٹی گوجرہ تشریف لائے۔

۱۹ کی صبح کو جناب بشپ صاحب موضع دلہود چک نمبر ۲۱۵ گوگیرہ شاخ پر تشریف لیگئے۔

جہاں پادری احسان اللہ صاحب نے معہ مسیحیان استقبال کیا۔

نماز ہوئی اور ۱۴ - اشخاص مستقیم ہوئے شام کے وقت جناب بشپ صاحب اور پادری صاحبان بنگلہ کھدر والہ میں جاکر مقیم ہوئے ؛

۲۰ تاریخ کو جناب بشپ صاحب اونٹ پر اسوار ہوکے راقم کے ہمراہ سمندری تک تشریف لے گئے ؛

سمندری سے آگے ٹم ٹم پر اسوار ہوئے اور اپنی جگہ پادری ہولڈن صاحب کو دیدی۔ ٹیمن آباد میں لوگوں کی طرف سے نہر کے کنارہ پر استقبال ہوا ؛

اسی روز ٹیمن آباد کے نئے گرجہ میں عبادت ہوئی۔ تمیس اشخاص مستقیم ہوئے ؛

۲۱ تاریخ کو پہلے صبح کے وقت عشائے ربانی کی نماز ہوئی ۱۰ - اشخاص شامل تھے جنمیں پادری چیٹر صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ انجنیر بھی تھے۔ دوپہر کے بعد پھر نماز ہوئی جناب بشپ صاحب نے "انسان کو شکرگزار ہونا چاہیے" پر وعظ کیا ؛

اِس قدر لوگ موجود تھے کہ گرجہ میں نہ سماتے تھے۔ چندہ ۲۶ جو عبادت میں ہوا وہ سکرٹری صاحب کو دیا گیا۔ کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے شکر گذاری کے ہفتہ میں دیا جاوے ؛

۲۲ - جناب بشپ صاحب ٹیمن آباد سے پھر اونٹ پر اسوار ہوکے بنگلہ روڈو کورو تک تشریف لیگئے جہاں نہر والے صاحب نے انکی پارٹی کو تفن کھلایا ؛

بعد ازاں کچھ حصہ سفر کا سکرٹری صاحب نے اونٹ پر اسواری کی اور کچھ پادری ہولڈن صاحب جنگ کہ عباس پور ریلوے سٹیشن پر نہ پہنچے ؛

عباس پور میں بشپ صاحب کی گاڑی گوجرہ سے آگئی۔ جس میں اسوار ہوکے کمیل پور کی طرف تشریف لے گئے ؛

سکرٹری صاحب اور پادری ہولڈن صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ کو تشریف لے گئے ؛

جناب بشپ صاحب کا وعظ جب چھپ جاویگا تو وہ بھی ہدیہ ناظرین کیا جاویگا ؛

راقم

وارث الدین از گوجرہ

ینگسن آباد چک ۳۲ - جنگلی لوگوں یعنی پچاروں نے ایک زمیندار کے مربعہ میں چوری کی دوسرے روز نمبردار بابو سندر داس اور مسٹر ٹھاکر داس صاحب معہ کھوجی اور پولیس کے نزدیک کے گاؤں جہاں کے چور تھے گئے جنگلی لوگوں نے ایک زمیندار اور سندر داس نمبردار کو سخت چوٹیں لگائیں اور مشکل سے نمبردار اور پولیس بچ کے آئے اب مجرم گرفتار ہیں بعض کا چالان ہوا اور بعض ضمانتی



ہوئے۔ مقدمہ دائر ہے۔ جنگل تو آباد ہوئے پر چور برباد نہ ہوئے (پنشانہ بنگاراز مانا نوالہ)

چینی لونڈی

لنگ سو کا گھر

وہ گاؤں جسمیں لنگ سو کا مالک رہا کرتا تھا پہاڑ کے دامن میں واقعہ تھا جو ایک وسیع میدان کا سرا بھی تھا اور اس سبب سے اسکو تھاؤ پو یا میدان کا سرا کہا کرتے تھے۔ اگرچہ تھاؤ پو چھوٹا سا گاؤں تھا مگر بہت ہی پرانا اور چین کے بہت سے گاؤں سے بالکل مختلف قسم کا تھا۔ اس میں عام گاؤں کی مانند ایک گھر دوسرے کے ساتھ ساتھ بنے نہیں ہوتے تھے بلکہ باہر سے ایک اونچی دیوار کی مانند معلوم ہوتا تھا جو بہت قدیمی ہونے کے باعث سیاہ ہو گئی تھی۔ حقیقت میں تھاؤ پو ایک بڑا گول گھر تھا۔ جس کے باہر کی طرف اونچی مضبوط دیوار تھی۔ اس دیوار کے ساتھ ساتھ گھر ہوئے تھے جن کے دروازے اندر کی طرف تھے اور یہ تمام گھر گول تھے۔ بیچ میں ایک وسیع کھلا میدان تھا۔ گاؤں کا ٹھیک خیال ذہن نشین کرنے کے لئے ہم ایک بہت بڑے گول صندوق کا خیال کریں جس کا ڈھکنا یا تلانہ ہو اور اسکے اندر ایک اور بکس اس سے کسیقدر چھوٹا ہو اور ان دونوں کے بیچ میں جو خالی جگہ رہے وہ گھروں کے لئے خیال کریں اور چھوٹے صندوق کے بیچ میں جو جگہ ہے وہ احاطہ سمجھنا چاہئے ۔

گھر دو منزلہ تھے۔ نیچے کی منزل کے کمروں میں سے بعض آدمیوں کے رہنے کے لئے بلکہ زیادہ تر مویشیوں۔ بکریوں۔ کتوں۔ مرغیوں اور سوروں وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے تھے لیکن اوپر کی منزل کے گھر محض آدمیوں کے لئے ہی استعمال کئے جاتے تھے۔ باہر کی دیوار میں کوئی کھڑکی یا دروازہ نہیں تھا لیکن ایک دو پھاٹک تھے جو ضرورت کے وقت مضبوطی سے بند کئے جا سکتے تھے ۔

اس قسم کے فصیل دار گاؤں یا گول گھر آج کل چین یا چین میں شاذ و نادر ہی دکھلائی دیتے ہیں اور جہاں ہیں بھی وہ بھی گرتے جاتے ہیں۔ تھاؤ پو اگرچہ ایسے گاؤں میں اکیلا ہی رہ گیا تھا مگر اب وہ بھی گرتا جاتا تھا۔ ایک طرف پہاڑ کی جانب باہر کی دیوار گر پڑی تھی اور لنگ سو کے اس جگہ لائے جانے کے بہت عرصہ پیشتر اس حصے کے گھر چھوڑ دیئے گئے تھے ۔

کیا یہ حیرانی پیدا کرنے والی بات نہیں کہ کس طرح سے چینی ایسے گھروں میں امن و صلح کے ساتھ رہ سکتے وہ صلح سے نہیں رہتے بلکہ جھگڑتے رہتے ہیں۔ چینی جھگڑا کرنا خوب جانتے ہیں وہ اکثر اپنے اس علم کا استعمال بھی کرتے ہیں مگر لڑائی بہت کم کرتے ہیں ۔

عموماً ایسے گاؤں کے باشندے ایک دوسرے کے رشتے دار ہی ہوتے ہیں۔ نزدیک یا دور کے باہم بھائی بھتیجے لگتے ہیں اور اکثر گاؤں کے متعلقہ زمین بھی مشترکہ ہی ہوتی ہے یہ مشترکہ اراضی کئی حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اور ہر ایک خاندان کاشتکاری کے لئے کوئی نہ کوئی حصہ لے لیتا ہے یا ان میں سے چند خاندان ملکر ایک سال کے لئے کاشت کرتے ہیں اور دوسرے سال کسی دوسرے گاؤں کے لوگ ملکر اسکی کاشت کرتے ہیں۔ اس پہاڑ کی اراضی کو کاشت کرنے کے لئے لنگ سو کے مالک کے ساتھ اور کوئی شریک نہیں ہوا۔ اس باقی لوگوں نے معاملے پر اسکو زمین کا ایک حصہ کاشت کرنے دیدیا۔ اُس کا کھیت پہاڑ کے متصل ہی تھا اور اس زمین میں ایک عمدہ چشمہ تھا جس سے صاف اور ٹھنڈا پانی نکلتا تھا۔ چونکہ سخت سے سخت خشک سالی میں بھی یہ چشمہ نہیں سوکھتا تھا اس لئے ہو کا کھیت بہت قیمتی بن گیا تھا اس کے چاولوں کی فصل کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا تھا اس لئے وہ تھاؤ پو کے لوگوں میں ایک دولتمند آدمی بن گیا تھا اُس کے پاس بڑے گھر میں خاص خاص کام کے لئے ایک کمرے کے بجائے دو دو کمرے تھے۔ چنانچہ وہ پہلی منزل کے ایک ایک کمرے کو علیحدہ علیحدہ اصطبل۔ مرغی خانہ اناج کے ذخیرے کے لئے اور دوسروں کو باورچی خانہ اور رہنے کے لئے اور اوپر کی منزل کے تمام کمرے محض سونے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ ہو یا ہو سو جیسا کہ اس کے پڑوسی اسکو کہا کرتے، اگرچہ دولت کو پسند تو کرتا تھا مگر درحقیقت بخیل نہ تھا یعنی یہ کہ وہ دولت کو دولت کی خاطر بہت پیار نہیں کرتا تھا۔ اور نہ ہی وہ کسی شخص یا چیز کو زیادہ پیار کرتا تھا۔ البتہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بعض شخصوں کی طرح پیدائش سے ہی تند مزاج ہے بلکہ ہر سال اسمیں ترقی کرتا جاتا ہے۔ ہو کھانے اور سونے اور کام کرنے کے سوائے اور کچھ نہ جانتا تھا اس واسطے وہ سال بسال زیادہ سے زیادہ دولت مند بنتا جاتا تھا۔ لنگ سو کے خریدنے سے پہلے اُس کے پاس ایک اور لونڈی تھی جسکو اُس نے اس قدر مارا اور اُس کے ساتھ بدسلوکی کی تھی کہ وہ مر گئی چنانچہ تھاؤ پو کے لوگ کہتے تھے کہ ہو سو نے ہی اُسکو قتل کیا ہے ۔

اس گاؤں میں اُس بڑے بڑ کے درخت کے سوا جو گاؤں کے بڑے میدان میں واقعہ تھا اور کوئی خوبصورت چیز نہ تھی۔ جیسے تھاؤ پو خوبصورت جگہ نہ تھی ویسے ہی لنگ سو کا مالک بھی اچھا آدمی نہ تھا سوائے اس وقت کے جبکہ وہ سو جاتا تھا لیکن وہ بہت کم سوتا تھا۔ سورج کے طلوع سے بہت پیشتر وہ کھیت میں چلا جاتا تھا اور شام تک وہیں کام کرتا رہتا تھا۔ اس کا مقولہ تھا کہ زیادہ سونا انسان کو سست بنا دیتا ہے۔ جس روز لنگ سو آئی اس کے اگلے روز علی الصبح ہی ہو اس کے چھوٹے کمرے میں جہاں وہ سوئی پڑی تھی گیا اور ابھی بیچاری نیند بھر سوئی بھی نہیں تھی کہ اس نے اسکو جگا دیا اور فوراً اُٹھنے کا حکم دیا۔ جس وقت اس نے اسکو جگایا وہ اپنے گھر کا خواب دیکھ رہی تھی اور اپنی ماں اور سینگ اور آڈ کے ساتھ تھی۔ جب اُس نے آنکھیں کھولیں تو اُسکو نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے۔ کمرے میں اندھیرا تھا اور

وہ کسی چیز کو دیکھہ نہیں سکتی تھی ۔ خوش قسمتی سے ہوا کی کو جگا کر اور اٹھنے کا حکم دیکر کیمپ کو چلا گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد خیال کر کے کہ وہ کہاں ہے اور ایک دو دفعہ ماں کو پکار کر چھوٹی لڑکی پھر سو گئی ؛

سنڈے سکول لودیانہ سنہ ۱۹۰۶ء

انجیل جو پڑھاتے ہیں سنڈے سکول میں
ناآگہی سے بخشتے ہیں آگہی ہمیں
جو بے خبر کلام الہٰی سے آتے ہیں
قدرت خدا کی سنتے ہیں تو مان جاتے ہیں

چھہ دن میں یہہ زمین بنائی اور آسمان
آدم کو پیدا کر دیا بن باپ اور مان
جب وقت ہو گئے زکریا ضعیف پیر
بیوی تھی بانجھ لوگوں کی آنکھوں میں تھے حقیر

اُس حال یاس میں انہیں یحییٰ عطا کیا
مریم کنواری پاک کو بیٹے عطا کیا
دیکھو ہے یسعیاہ نبی کی کتاب میں
کیا عمدہ پیش گوئی بیالیسویں باب میں

بندہ ہے میرا جسکو ہوں میں خود سنبھالتا
یہہ برگزیدہ میرا ہے یعنی چنا ہوا
جی میرا اوس سے راضی ہے روح اسپر میں نے ڈالی
دیکھو عدالت اُسکی نے ہر قوم گھیری ہے

چلا ئیگا کبھی نہ وہ غوغا مچائے گا ۔
بازاروں میں صدا بھی نہ اونچی سنائیگا
بس عدل اور رحم کو جاری کرائے گا
اُس کا نہو زوال وہ مسلا نہ جائیگا

کردیگا راستی کو وہ قائم زمین میں
بحری ممالک اوسکی شریعت کی راہ تکیں
خلاق آسمان و زمین کہہ رہا ہے یوں
میں تیرا ہاتھہ پکڑونُ حفاظت تیری کرونگا

ظاہر تھا اُس کا ہونا ضروری جہان میں
یہہ پیش گوئی ہو گئی پوری جہان میں
جو خشکی اور تری پہ گذرتے ہو آؤ تم
حمد خدا میں ایک نیا گیت گاؤ تم

بحری و بری اُسکی ستائش کرو بیان
جنگل سبھی پکاریں اُسے اور بستیاں
پوجو نہ اپنی کھودی ہوئی مورتوں کو تم
معبود اور جتنے ہیں کرو دو تمام گم

میں ہی خدا ہوں اور نہیں کوئی دوسرا
میرے سوا کوئی بھی کسی کا نہیں خدا
مسکینوں اور غریبوں سے نیکی کیا کرو
توفیق جتنی ہو صدقہ بھی دیا کرو

سختی سے پیش آئے جو کوئی تو نرم ہو
تم ٹھنڈے دل سے بولو اگر کوئی گرم ہو
کوئی خطا کرے تو وہیں درگذر کرو
فتنہ مٹاؤ اپنی طرف سے نہ شر کرو

ٹھٹھا کسی کا بھی ٹھٹھا نہ کیجیو
گالی جو تمکو دے بھی تو گالی نہ دیجیو
ہوتے ہیں راستبازوں کے ایسے ہی خط و پند
لازم ہے سبکو اُن پہ ہمیشہ ہوں کاربند

غافل نہوکے آئیو سنڈے سکول میں
دل ہوشیار لائیو سنڈے سکول میں
جو کچھ سنو بہ غور تدبیر سنو اُسے
انصاف اور عقل سے چون گل چنو اسے

مشہور ہے جہان میں مجور کھنگشاؤ گے
پاؤگے کچھ نکچھ کبھی خالی نہ جاؤگے
تمنے بھی دیکھے ہونگے زن و مرد پادری
کرتے محبت پدری مہر مادری

اُن میں سے ایک ویری ہیں مشہور ڈاکٹر
عالم ہیں ذی کمال ہیں اور صاحب ہنر
بانی ہیں اس جگہ یہی سنڈے سکول کے
افسوس ہے وہ جاتے ہیں اب لودیانہ سے

مدت گزار دن کے شنری اور غیر مشنری
مد نظر تھی آپ کو ہر ایک کی بہتری
رخصت کے وقت چاہئے احباب سب کہیں
ایسا خدا کرے کہ ہمیشہ یہہ خوش رہیں

جاری رہے ترکیبی و تنائف سے فیض یاں
سب کے دلوں پہ نقش ہیں انکی بھی خوبیاں
ممنون ہو ہے تحمل و اخلاق ان کے ہیں
اخلاق نیک شہرہ آفاق ان کے ہیں

جس خلق سے یہہ ملتے ہیں سیکھیں یہہ خلق ہم
اس طور ہی سے چاہئے انسان رہیں ہم
آپس میں ہو محبت و الفت ضرور ہے ۔
گر یہہ نہو تو راہ ہدایت کی دور ہے

تحقیق ہمکو قادر مطلق تو کر عطا
تیری ہی ذات کا تجھے دیتے ہیں واسطا
عیسیٰ جو کہہ گئے ہیں اُسے ویسے مان لیں
رسوا و خوار تاکہ نہوں روز حشر میں آمین

فرخ محمد خان مشن ہائی سکول لودیانہ

رسید زر

مسٹر ۔ جے ۔ ڈبلیو ۔ ایس ۔ لعل ۔ جنبہ	سہ ۸؍
پادری منور خان	لگہ ۸؍
پادری ۔ ڈبلیو ۔ ای ۔ تفل ۔ واسطے حمید الدین	عہ ۱۲؍
مسٹر ٹھاکر داس	ہے ۸؍
پادری ۔ ایچ ۔ سی ۔ ویلٹی	ہے ۸؍
مس ۔ ای ۔ شیلڈن	۸؍
پادری ودہا مل ۔ بہیڑوال	لگہ ۸؍
مسٹر فیروز الدین بٹھواری	لگہ ۸؍
مولوی نجیب اللہ ۔ بہیڑوال	لگہ ۸؍

اشتہار ۲

سالانہ میلہ مویشی اسپان اور مویشی جلال آباد ضلع فیروزپور کا یکم مارچ سے ۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ع تک رہیگا سرکاری انعام اسپان کو بموجب منظوری گورنمنٹ ملے گا۔ اور اسی طرح مال مویشی کو انعام علاوہ سرکار کے اور ڈسٹرکٹ فنڈ سے ملیگا۔ علاوہ اس کے شتران اور بھینس اور دیگر مویشی کو جنکے لئے سرکاری انعام مقرر نہیں ہوا۔ اُن کو کورٹ آف وارڈس ریاست ممدوٹ سے انعام ملیگا ؛

اس میلہ میں خرید و فروخت ہر قسم کے جانوروں کی بکثرت ہوتی ہے اور ایام میلہ تک فیروزپور سے جلال آباد تک ریل بھی غالباً جاری ہو جائیگی۔

المرقوم ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۰۶ع

المشتہر

منیجر ریاست ممدوٹ و زیر کورٹ آف وارڈس

ضرورت ۳

یونائیٹڈ پریسبٹیرین پریسبٹیری گوجرانوالہ کے ماتحت موضع جلالپور بھٹیاں میں ایک لائق۔ دیندار تجربہ کار استاد کی ضرورت ہے جو ہندوں اور مسلمانوں میں اچھی طرح مسیح کی خدمت کر سکے تنخواہ مبلغ پچیس ۲۵ روپیہ ماہوار ہوگی اور اگر کبھی لیڈی مشنری صاحبان وہاں گرلس سکول کھولنا مناسب سمجھیں تو اس کی بیوی کو بھی حسب لیاقت کام ملیگا تمام درخواست بمعہ نقول اسناد پریسبٹیری کے کلارک کے پاس آنی چاہئے

المشتہر

پادری برکت مسیح کلارک پریسبٹیری گوجرانوالہ پنجاب

پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے۔ ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعے قریباً چالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہے۔ اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دیں گے ؛

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جنکو وہ اس فنڈ میں شریک کرانا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں ؛

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
لودھیانہ لاہور

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱۲ معہ ضمیمہ ۱۱؎ / ۱ روپیہ
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ۱۲؍ ۲ روپیہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱۲	۱؍	۲
چوتھائی کالم	۱؍	۲	۳
نصف کالم	۲	۳	۵؍
پورا کالم	۳	۵؍	۸
پورا صفحہ	۸	۱۵	۲۵

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ مابعد کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

(نوٹ) نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچیس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول ۳
" " " " " معہ محصول ۳؍
" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول ۳

ربڑ کے تازے سستے اعلیٰ درجہ کے چھاپے

(۱) فورٹ ربڑ پرنٹنگ اوٹ فٹ نمبر ۲ معہ کل سامان قیمت ۳
(۲) فورٹ " " " " نمبر ۲ " " ۱۲
(۳) آفس " " " معلف انکنگ پیڈ اور کل سامان ۱؎
(۴) تاریخ چھاپنے کی مشین کلان وزنی عرصہ دراز تک کام آوے ۵
(۵) تاریخ " " " دس سال تک کام آئیگی ۱؎

(۶) نمبر لگانے والی مشین دس لاکھ چھاپتی ہے قیمت ۱۲
(۷) اسٹنسل ڈیزائن جس سے نوٹس نو ڈسائن بورڈ سنڈے سکول کی تصویروں کے ہیڈنگ نفاست سے چھپ سکتے ہیں معہ گدی سیاہی برش وغیرہ ۱۲

سلیم اللہ خان اینڈ کمپنی رپچیس مینوفکچررس موری گیٹ لاہور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوئیے آنکھوں کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ تین روپیہ معری سرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں ۔المشتہر پروفیسر مہا سنگھ آلوو الیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب ۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار مہا سنگھ آلوو الیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہنا جالا دھند ہونا جنکو آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا شدہ گرانی چونکہ اس میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ امراض مذکورہ بالا کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم ڈی ایم اے ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ۔ انگلینڈ۔ امرت سر

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے فائدہ بخش اثر کی بابت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار مہا سنگھ صاحب بٹالہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ نام دیوی عمر ۴۰ سالہ ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور اسکی آنکھیں عرصہ سے دکھتی ہوئی تھی ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں استقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا نہیں پڑ سکتی تھی اور ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا نتیجہ یہہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے صحت کلی پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

۳۔ مینے ممیرے کا سرمہ جو سردار مہا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا۔ میری رائے میں خاص ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برج لعل گھوش رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

۴۔ میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار مہا سنگھ آلوو الیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا ہے میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن ریٹائرڈ پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب ۲۵ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ ۱۹۱۱ء میں جمع کیا گیا ہے ۔

پادری آر۔ ڈی۔ ٹریسی صاحب ایڈیٹر ومینجر نورافشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا